(بلا تبصرہ)

دوستو اِک نظر خدا کے لئے سیدالخلق مصطفیٰؐ کے لئے

"میں کھول کر کہتا ہوں کہ وہ شخص لعنتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا، آپؐ کے بعد، کسی اور کو نبی یقین کرتا ہے اور آپؐ کی ختم نبوت کو توڑتا ہے۔"

(اخبار "الحکم"، قادیان ۱۰ جون ۱۹۰۵ء)

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مطبوعہ اعلانِ عام

میرا قصور کیا ہے؟

(خدا ترس علماءِ اسلام سے اللہ کے نام پر اپیل)

از رشحاتِ قلم

امام ربّانی حضرت میرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی علیہ الرحمۃ

(پیدائش ۱۸۳۵ء ، وفات ۱۹۰۸ء)

الناشر

احمدّیہ انجمن اشاعتِ اسلام (لاہوّر) ھند

(کافر مسلمانوں کی مشہورِ عالم بین الاقوامی تنظیم)

جامع احمدؐیہ قلمدان پورہ

سرینگر ، کشمیر

پن ۱۹۰۰۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(حضرت مرزا صاحبؒ کی وہ اپیل جوانہوں نے اپنے آخری سالوں میں خدا ترس علماءِ اسلام سے اللہ کے نام پر کی تھی ۔ یاد رہے کہ یہ وہی دَور ہے جس کے بارے میں مخالف علماء (ا) کہتے پھرتے ہیں کہ اس وقت حضرت مرزا صاحبؒ (نعوذباللہ) اسلام سے بالکل برگشتہ ہوچکے تھے) ۔

میرا قصور کیا ھے ؟

میں نہایت افسوس اور دردِدل سے یہ بات کہتا ہوں کہ قوم نے میری مخالفت میں نہ صرف جلدی کی بلکہ بہت ہی بے دَردی بھی کی صرف ایک ہی مسئلہِ وفاتِ مسیح کا اختلاف تھا ۔جس کو میں قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت،صحابہؓ کے اجماع اورعقلی دلائل اور کتب سابقہ سے ثابت کرتا تھا اورکرتا ہوں ۔اورحنفی مذہب کے موافق نص ، حدیث ، قیاس ، دلائل شرعیہ میرے ساتھ تھیں۔مگر ان لوگوں نے قبل اس کے کہ پورے طورپر مجھ سے پوچھ لیتے اور میرے

(ا) مثلاً مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب مرحوم کا یہ فرمان کہ :

''۱۹۰۲ء میں انہوں نے (یعنی حضرت مرزا صاحبؒ نے ۔ناقل) نبوت کا صریح اور قطعی دعویٰ کیا۔''

(قادیانی مسئلہ ۔ص۱۱۳)

دلائل کو سن لیتے اس مسئلہ کی مخالفت میں یہاں تک غلو کیا کہ مجھے کافرٹھہرایا گیا ۔ اوراس کے ساتھ اور بھی جوچاہا کہا ، اورمیرے ذمہ لگایا۔ دیانت ، نیکوکاری اور تقویٰ کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے مجھ سے پوچھ لیتے ۔اگر میں قال اللہ اور قال الرسول ؐ سے تجاوزکرتا تو پھر بے شک انہیں اختیار اور حق تھا کہ وہ مجھے جو چاہتے کہتے دجاّل، کذّاب وغیرہ۔ لیکن جب کہ میں ابتداء سے بیان کرتا چلا آیا ہوں کہ میں قرآن کریم اورآنحضرتﷺ کی پیروی سے ذرا اِدھر اُدھر ہونا بے ایمانی سمجھتا ہوں ۔ میرا عقیدہ یہی ہے کہ جو اس کو ذرا بھی چھوڑے گا وہ جہنمی ہے ۔ پھر اس عقیدہ کو نہ صرف تقریروں میں بلکہ ساٹھ کے قریب اپنی تصنیفات میں بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے ۔ اوردن رات مجھے یہی فکراور خیال رہتا ہے۔ پھر

اگر یہ مخالف خدا سے ڈرتے

تو کیا ان کافرض نہ تھا کہ فلاں بات خارج ازاسلام ہے ۔اس کی کیا وجہ ہے ؟ یا اس کا تم کیا جواب دیتے ہو ؟ مگر نہیں ۔ اس کی ذرا بھی پروا نہیں ۔ سنا اور کافر کہہ دیا ۔میں نہایت تعجب سے اِن کی اِس حرکت کو دیکھتا ہوں ۔کیونکہ اوّل تو وفاتِ مسیح کا مسئلہ (۱) کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو اسلام میں داخل ہونے کے لئے شرط ہو ۔ یہاں بھی

---

(۱)الحمدللہ وفاتِ مسیح کے معاملے میں اب امت کے بے شمار علمائے کرام حضرت مرزا صاحبؒ کے ہمنوا بن چکے ہیں،جن میں امام الھند مولانا ابوالکلام آزادؒ ،علامہ اقبالؒ ، علامہ شبلی نعمانیؒ ، مولانا سید سلیمان ندویؒ ،مصر کے مفتی اعظم محمد عبدہؒ جیسے جید علماء شامل ہیں۔ انہیں کیوں کوئی کافرنہیں کہتا؟ ناشر

ہندو یا عیسائی مسلمان ہوتے ہیں، مگر بتاؤ کہ کیا اُس سے یہ اقرار بھی لیتے ہو؟ بجز اس کے کہ اٰمنت باللہ و ملائکتہ وکتبہ و رسلہ والقدر خیرہ و شرّہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت ۔ جب کہ یہ مسئلہ اسلام کی جزو نہیں ۔ توپھر بھی مجھ پر وفات مسیح کے اعلان سے اس قدر تشدّد کیوں کیا گیا ؟ کہ یہ کافر ہیں ۔ دجال ہیں ۔ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جاوے ۔ ان کے مال لوٹ لینے جائز ہیں ۔ اور ان کی عورتوں کو بغیر نکاح گھر میں رکھ لینا درست ہے ان کو قتل کردینا ثواب کا کام ہے وغیرہ وغیرہ ۔

ایک تو وہ زمانہ تھا کہ

یہی مولوی شور مچاتے تھے کہ اگر ۹۹ وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو ، تب بھی کُفر کا فتویٰ نہ دینا چاہیئے ۔ اس کو مسلمان ہی کہو ۔ مگر اب کیا ہوگیا ؟ کیا میں اس سے بھی گیا گذرا ہوگیا ؟

کیا میں اور میری جماعت

اشھد ان لا الٰہ الاّ اللہ واشھد انّ محمّداً عبدہ و رسولہ نہیں پڑھتی ؟ کیا میں نمازیں نہیں پڑھتا ؟ یا میرے مرید نہیں پڑھتے ؟ کیا ہم رمضان کے روزے نہیں رکھتے؟ اور کیا ہم اُن تمام عقائد کے پابند نہیں ، جو آنحضرت ﷺ نے اسلام کی صورت میں تلقین کئے ہیں ؟

میں سچ کہتا ہوں اور خداتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ میں اورمیری جماعت مسلمان ہے ۔ اور وہ آنحضرتﷺ اور قرآن کریم پر اُسی طرح ایمان لاتی ہے ۔ جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیے ۔ میں ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں ۔ اور میرا مذہب یہی ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کرسکتا ہے ، اور جس قدر تقرب الی اللہ پاسکتا ہے ۔ وہ صـــــرف اور صرف آنحضرتﷺ کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پاسکتا ہے ۔ ورنہ نہیں ۔ آپؐ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں -----

اس بات کو بھی دل سے سنو

کہ میرے مبعوث ہونے کی علّتِ غائی کیا ہے ؟ میرے آنے کی غرض اور مقصود صرف اسلام کی تجدید اور تائید ھے اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ میں اس لئے آیا ہوں کہ کوئی نئ شریعت سکھلاؤں یا نئے احکام دوں یا کوئی نئ کتاب نازل ہوگی ۔ ہرگز نہیں ۔ اگرکوئی شخص یہ خیال کرتا ہے ۔ تو میرے نزدیک سخت گمراہ اور بے دین ہے ۔ آنحضرت ﷺ پر شریعت اور نبوّت کا خاتمہ ہوچکا ہے ۔ اب کوئی شریعت نہیں آسکتی ۔ قرآن مجید خاتم

الکتب ہے ۔ اس میں اب ایک شعشہ یا نقطہ کی کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہے ۔

ہاں یہ سچ ہے کہ

آنحضرتﷺ کے برکات و فیوضات اور قرآن شریف کی تعلیم و ہدایت کے ثمرات کا خاتمہ نہیں ہوگیا ۔ وہ ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں ۔ اور انہی فیوضات اور برکات کے ثبوت کے لئے خدا تعالیٰ نے مجھے کھڑا کیا ہے ..... مجھے اس بات کا افسوس نہیں کہ میرا نام دجّال اور کذّاب رکھا جاتا ہے ۔ اور مجھ پر تہمتیں لگائی جاتی ہیں ۔ اس لئے کہ یہ ضرور تھا کہ میرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوتا جو مجھ سے پہلے فرستادوں کے ساتھ ہوا ۔ تا میں بھی ایک قدیم سنّت سے حصہ پاتا ۔ میں نے تو ان مصائب اور شدائد کا کچھ بھی حصّہ نہیں پایا ۔ لیکن جو مصیبتیں اور مشکلات ہمارے سیّد ومولیٰ آنحضرتﷺ کی راہ میں آئیں ۔ اُسکی نظیر انبیاء علیھم السلام کے سلسلہ میں کسی کے لئے نہیں پائی جاتی ۔ آپؐ نے اسلام کی خاطر وہ دُکھ اُٹھائے کہ قلم ان کے لکھنے اور زبان ان کے بیان سے عاجز ہے ۔ اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کیسے جلیل الشان اور اولوالعزم نبی تھے ۔

(ماخوذ از لیکچر لدھیانہ ۔ ۴ نومبر ۱۹۰۵ء ۔ یہ مطبوعہ لیکچر برسرِ عام ہزاروں آدمیوں کی موجودگی میں دیا گیا ۔
منقول از ’’روحانی خزائن‘‘ ۔ جلد ۲۰ ص ۲۵۸ تا ۲۸۰)